PAKISTAN | پاکستان

USCIRF– RECOMMENDED FOR COUNTRIES OF PARTICULAR CONCERN (CPC)

عالمی مذہبی آزادی کے بارے میں امریکی کمیشن (USCIRF) امریکہ کی وفاقی حکومت کا ایک خود مختار اور دو فریقی ادارہ ہے اور اس کا کام بیرون ملک مذہبی آزادی یا عقیدے سے متعلق حقوق پر نظر رکھنا ہے۔ بین الاقوامی مذہبی آزادی کے ایکٹ 1998 (IRFA) کے تحت تشکیل کردہ یو ایس سی آئی آر ایف (USCIRF) بیرونی ممالک میں عقائد یا مذہبی آزادی سے متعلق خلاف ورزیوں کو مانیٹر کرنے کے لیے بین الاقوامی معیارات استعمال کرنے کے علاوہ صدر، وزیر داخلہ اور کانگریس کو حکمت عملی کے بارے میں سفارشات پیش کرتا ہے۔ یو ایس سی آئی آر ایف (USCIRF) امریکہ کے محکمہ داخلہ سے الگ تھلگ جداگانہ حیثیت کا حامل ایک ادارہ ہے۔ 2020 کی سالانہ رپورٹ کمیشنرز اور پیشہ ور عملہ کی طرف سے سال بھر کی کوششوں کے ذریعے بنیادی سطح پر موجود خرابیوں کی نشاندہی کرنے اور امریکی حکومت کو حکمت عملی سے متعلق آزادانہ سفارشات پیش کرتے ہوئے اس معاملہ کو نقطہ عروج تک پہنچاتی ہے۔ سال 2020 کی سالانہ رپورٹ جنوری 2019 سے لیکر دسمبر 2019 تک کے عرصہ کا احاطہ کرتی ہے تاہم اس رپورٹ میں اس عرصہ کے بعد یا اس سے قبل رونما ہونے والے چند ایک نمایاں واقعات کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ یو ایس سی آئی آر ایف(USCIRF) کے بارے میں مزید معلومات کے لیے یہاں پران کی ویب سائیٹ ملاحظہ فرمائیں یا یو ایس سی آئی آر ایف(USCIRF) کے ساتھ اس نمبر پر براہ راست رابطہ فرمائیں *202-523-3240*۔

اہم نتائج

2019 میں پورے پاکستان میں مذہبی آزادی کا رجحان مسلسل طور پر منفی رہا ہے۔ توعین رسالت اور احمدی مخالف قوانین کا منظم اطلاق، اور مذہبی اقلیتوں سے جبرا ” مذہب تبدیل کروانے کا سدباب کرنے میں احکام کی طرف سے ناکامی کے علاوہ ہندوؤں، عیسائیوں اور سکھوں کو اسلام قبول کروانے جیسے معاملات نے مذہب یا عقیدے کی آزادی کو شدت کے ساتھ محدود کیا ہے۔

اگرچہ مشہور مقدمات میں بریت کے فیصلے بھی کیے گئے ہیں تاہم توعین رسالت کے قانون کا اطلاق جاری رہا ہے۔ یو ایس سی آئی آر ایف (USCIRF) تقریبا” ایسے 80 افراد سے آگاہ ہے جو توعین رسالت کی وجہ سے پابند سلاسل رہے ہیں اور جن میں سے کم از کم آدھے افراد کو عمر قید یا موت کا سامنا ہے۔ مبینہ طور پرتوعین رسالت پر مبنی آن لائن مواد شائع کرنے کی وجہ سے قید تنہائی میں پانچ سال گزارنے کے بعد جنید حفیظ کو دسمبر 2019 میں سزائے موت دی گئی۔ توعین رسالت سے متعلق بہت سے جاری مقدمات کو ایک جج سے دوسرے جج کے پاس منتقل کرنے کی وجہ سے تاخیر کا سامنا کرنا پڑا۔ مزید برآں اس طرح کے قوانین الزامات لگانے کے بعد پر تشدد حملے کرنے کے لیے سزا سے برائیت کے رواج کی بنیاد ڈالتے ہیں۔ مارچ 2019 میں ایک طالب علم نے پروفیسر خالد حمید کو بظاہر "اسلام مخالف" تبصرہ کرنے پر قتل کر دیا تھا۔ سندھ میں دو واقعات پیش آنے کے بعد مظاہرین نے حملہ کر کے ہندوؤں کی دوکانات اور عبادتی مقامات کو نظرآتش کر دیا: پہلے واقعہ میں ایک مذہبی رہنما نے مویشیوں کے ایک ہندو ڈاکٹر کو قرآنی آیات لکھے ہوئے ایک کاغذ میں دوا ئی لپیٹ کر دینے کے الزام؛ جبکہ دوسرے واقعہ میں ایک طالب علم نے ایک ہندو پرنسپل پر توعین رسالت کے الزامات لگائے۔ پنجاب میں ایک ہجوم کی طرف سے عیسائی برادری پر اس وقت حملہ کیا گیا جب ایک مسجد کی طرف سے ان کے لاؤڈ اسپیکرز پریہ اعلان کیا گیا کہ عیسائی برادری کی طرف سے اسلام کی توعین کی گئی ہے۔ مزید ایک واقعہ میں کراچی میں چارعیسائی خواتین پر توعین رسالت کا جھوٹا الزام عائد کیے جانے کے بعد ایک ہجوم کی طرف سے حملے کے نتیجے میں تقریبا” 200 خاندانوں کواپنے گھر وں کوچھوڑنے پرمجبور کر دیا گیا تھا۔

احمدی مسلمان جن کے عقیدے کو بنیادی طور پر غیر قانونی قرار دیا گیا ہے، ان کے عقائد کی وجہ سے، انہیں احکام اورمعاشرے کی طرف سے ایذا دہی کا مسلسل سامنا کرنا پڑا ہے جس میں احکام اور ہجوم دونوں کی طرف سے ان کی عبادت گاہوں کو نشانہ بنایا گیا ہے۔ مثال کے طور پراکتوبر کے مہینے میں پولیس نے پنجاب میں ایک 70 سالہ احمدی مسجد کو جزوی طورپرتباہ کردیا۔ ہندو، عیسائی اور سکھ برادری کی نوجوان اور اکثر اوقات کم عمرعورتوں کو جبرا” اسلام قبول کروانے کے لیے مسلسل اغوا کیا جاتا رہا ہے۔ کئی ایک خود مختاراداروں کے تخمینے کے مطابق ہر سال 1,000 عورتوں کو جبرا ” اسلام قبول کروایا جاتا ہے، زیادہ تر کو اغوا کیا جاتا ہے، ان کے ساتھ جبرا” شادی کی جاتی ہے اوران کی عصمت دری کی جاتی ہے۔ خاص طور پر پنجاب اور سندھ میں ایسے مقدمات کی مناسب طور پر تفتیش کرنے میں ناکامی کی وجہ سے مقامی پولیس پر ملی بھگت کا الزام لگایا جاتا ہے۔ اگر اس طرح کے مقدمات کی تحقیق کی جائے یا عدالتی فیصلہ سنایا جائے تو مبینہ طور پر نوجوان عورت پر اسی شخص کے سامنے سوالات کیے جاتے ہیں جس نے اس کے ساتھ زبردستی شادی کی تھی تاکہ اس عورت کو مجبور کر کے دباؤ ڈالا جا سکے۔ اکتوبر 2019 میں سندھ حکومت کی طرف سے مذہب کی جبری تبدیلی کو غیر قانونی قرار دیے جانےکے بارے میں قانونی سازی کی تجویز کومسترد کر دیا تھا۔ مذہبی اقلیتوں کو سماجی طور پر بھی امتیازی سلوک کا سامنا کرنا پڑا جس میں معاشی بائیکاٹ کی رپورٹس بھی شامل ہیں۔

امریکی حکومت کو سفارشات

- پاکستان کو مذہبی آزادی کے ضمن میں منظم، مسلسل اور انتہائی ناپسندیدہ خلاف ورزیوں کی بنیاد پر جیسا کہ بین الاقوامی مذہبی آزادی کے ایکٹ (IRFA) میں واضح کیا گیا ہے، "خصوصی تشویش کا حامل ملک" یا سی پی سی قرار دیا جائے، اور نامزد قرار دیئے جانے کے عمل کے نتیجے میں انتظامیہ کو بصورت دیگر قانونی طور پر فیصلہ کرنے کی پابندی سے آزاد کیا جائے؛
- آئی آر ایف اے (IRFA) کی سیکشن 405 (سی) کے تحت حکومت پاکستان کے ساتھ ایک واحب التعمیل معاہدہ کیا جائے تا کہ بشمول حسب ذیل کے، واضح اہداف کے ساتھ ، لیکن صرف انہی تک محدود نہ رہتے ہوئے مذہبی آزادی کی خلاف ورزیوں کے سد باب کے لیے ٹھوس اقدامات کی حوصلہ افزائی کی جائے:
    - مذہب یا عقیدے کی وجہ سے جیل میں ڈالے گئےتوعین رسالت کے قیدیوں اور دیگر افراد کو رہا کیا جائے؛
    - توعین رسالت اور احمدی مخالف قوانین کو منسوخ کیا جائے، اورجب تک ان کی تنسیخ کا عمل مکمل نہیں ہو جاتا، توعین رسالت کو قابل ضمانت جرم بنانے کے لیے اصلاحات کا قانون بنایا جائے، الزام عائد کرنے والوں سے شہادت طلب کی جائے، تجربہ کار پولیس اہلکاروں کے ذریعے تفتیش کو یقینی بنایا جائے، احکام کو بے بنیاد الزامات مسترد کرنے کا اختیاردیا جائے، اورموجودہ ضابطہ فوجداری کی ان دفعات کا اطلاق کیا جائے جو دروغ حلفی اور جھوٹے الزامات کو جرم ٹھہراتی ہیں؛
    - اقلیتوں کواکثراوقات پہلے ہی سے نشانہ بنانے والی انتہا پسندانہ بیان بازی کا سدباب کیا جائے، جبکہ اظہار رائے کی آزادی کو تحفظ فراہم کیا جائے اور تعلیمی نصاب سے مذہبی اقلیتوں کے بارے میں کسی بھی امتیازی مواد کو نکال دیا جائے؛

- عدالت عظمی کے 2014 کے فیصلے کی روشنی میں اقلیتوں کے حقوق کے لیے ایک قومی کمیشن تشکیل دیا جائے؛ اور
- شناختی دستاویزات سے مذہب سے متعلق شخصی شناخت کو نکال دیا جائے۔

- مذہبی آزادی کی شدید خلاف ورزیوں کے ذمہ دارحکومت پاکستان کے اداروں اوراہلکاروں پر پابندیاں لگائی جائیں اورایسے افراد کے اثاثہ جات منجمند کیے جائیں اور/یا انسانی حقوق سے متعلق مالی اورویزا کے اختیار کے تحت مخصوص مذہبی آزادی کی خلاف ورزیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے امریکہ میں ان کے داخلے پر پابندی لگائی جائے؛ اور
- امریکہ کے محکمہ داخلہ کے موجودہ پروگرام کے ایک حصے کو خطرات سے دوچار مذہبی کمیونٹی اور ان کی عبادت گاہوں کی حفاظت کے لیے مختص کیا جائے۔

یو ایس سی آئی آر ایف کے بنیادی وسائل اور سرگرمیاں

- **حکمت عملی تازہ صورتحال:** پاکستان کا توعین رسالت کا قانون
- **سماعت:** عبادت گاہوں اور مقدس مقامات کا تحفظ کرنا
- **پریس کے لیے بیان:** یوایس سی آئی آر ایف ضمیر کے قیدی عبدل شکور کی رہائی کا خیر مقدم کرتی ہے

پس منظر

پاکستان کی آبادی 96.28 فی صد مسلمانوں (90-85 فی صد سنی، 15-10 فی صد شیعہ اور 0.22 فی صد احمدیوں جبکہ ہندوؤں کی آبادی قدرے کم (1.60 فی صد)؛ عیسائیوں کی (1.59 فی صد)؛ اور سکھوں، بدھ مت، بھائی اور آتش پرستوں/پارسیز(1 فی صد) افراد پر مشتمل ہے۔ پاکستان 1956 میں اسلامی جمہوریہ کے طور پر، اسلام کی خصوصی حیثیت کے ساتھ قائم کیا گیا تھا (مثال کے طور پر صرف مسلمان ہی بطور صدر اور پرائم منسٹر خدمت انجام دے سکتا ہے)۔ اکتوبر2019 میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے ایک ایسے بل کا راستہ روک دیا جوغیر مسلموں کو ان عہدوں پر کام کرنے کی اجازت تجویز کرتا تھا۔ پاکستان کا دستور برائے نام طور پر مذہبی بنیادوں پرامتیازی سلوک کے ذریعے مذہبی آزادی کو تحفظ فراہم کرتا ہے اور مذہب پرعمل پیرا ہونے اورمذہبی تعلیم تک دسترس حاصل کرنے کے حق کی اجازت دیتا ہے۔ دستورکے تحت قومی اسمبلی میں مذہبی اقلیتوں کے لیے 10، سینٹ میں 4 جبکہ صوبائی اسمبلیوں میں 23 نشستیں مختص کی گئی ہیں۔ تاہم 1974 میں دستور میں کی گئی دوسری ترمیم احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیتی ہے۔

توعین رسالت کا قانون

پاکستان کےضابطہ فوجداری کی سیکشنز 295 اور 298 کسی بھی ایسے عمل یا تقریر کو جو کسی مذہب، مذہبی عقیدے کی توعین کرتا ہو یا قرآن پاک، رسالت مآب حضرت محمدﷺ، عبادت کرنے کی جگہ یا مذہبی علامات کی بے حرمتی کرتا ہو کو مجرمانہ فعل قرار دیتی ہیں۔ اس طرح کے مبہم قوانین کو اکثر اوقات جھوٹے الزامات کے ذریعےمذہبی اقلیتوں کو نشانہ بنانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جبکہ ایسے مقدمات میں قانونی طریقہائے کار کی خلاف ورزی کی جاتی ہے۔ عام طور پر الزام عائد کرنے والوں کو شہادت پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی جبکہ ججوں پر اکثر اوقات سزا دینے کے لیے مذہبی گروپوں کی طرف سے دباؤ ہوتا ہے۔ قانون میں بشمول موت کی سزا کے سخت سزائیں تجویز کی گئی ہیں۔ پاکستان نے اب تک توعین رسالت کی بنیاد پر کسی کو بھی پھانسی نہیں دی۔ اگرچہ الزام عائد کیے جانے اور سزا پانے والے افراد میں مسلمانوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے لیکن مذہبی اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے افراد کو تناسب کے اعتبار سے زیادہ الزامات یا گرفتاریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اکثر اوقات توعین رسالت کے الزامات معاشرے کی طرف سے ایذا رسانی یا تشدد کے ماحول میں عائد کیے جاتے ہیں۔ زیادہ تر ملزم کمرہ عدالت تک کبھی نہیں پہنچ پاتے؛ 1990 کے بعد قانون ہاتھ میں لینے کی وجہ سے تشدد سے 62 افراد ہلاک ہو چکے ہیں جبکہ چند ایک افراد پرہی مقدمہ چلایا گیا ہے۔ یہاں تک کہ توعین رسالت کے الزام میں گرفتار افراد کا دفاع کرنے والے وکیلوں، نگران ججوں اور ایسے قانون کی مخالفت کرنے والے افراد کو بھی نشانہ بنایا جاتا ہے، جیسا کہ 2011 میں پنجاب کے گورنر سلمان تاثیر کے قتل کی صورت میں ہوا۔

احمدی مخالف قوانین

احمدی مسلمانوں کو سخت قسم کی پابندیوں کا سامنا ہے۔ دستور کی دوسری ترمیم کے علاوہ ضابطہ فوجداری کی دفعات 298(بی) اور 298(سی) بھی احمدیوں کو مسلمان کے طور پر اپنی شناخت کروانے، تبلیغ کرنے یا اپنے مذہب کے بارے میں مواد تقسیم کرنے، یا اپنی عبادت گاہوں کو مساجد کا نام دینے سے منع کرتی ہیں۔ احمدیوں کو محض احمدی لٹریچر شیئر کرنے پر قید کی سزا دی جاتی رہی ہے۔ ان کو بطور مسلمان ووٹ ڈالنے سے بھی منع کیا گیا ہے جبکہ مشترکہ انتخابی فہرست پر بھی ان کا اندراج کرنے سے منع کر دیا گیا تھا، ان کو الگ انتخابی فہرستوں پر ڈال دیا گیا تھا جو کہ کم سیاسی اختیار کی حامل ہیں۔ سال 2018 میں اسلام آباد ہائی کورٹ نےحکم نامہ جاری کیا کہ کسی بھی شخص کو شناختی دستاویز حاصل کرنے کے لیے لازمی طور پر اپنا مذہب ظاہر کرنا چاہیے، سول سوسائٹی کے افراد نے اسرار کیا کہ اس کا مقصد احمدیوں کو نشانہ بنانا ہے۔

انتہا پسند گروپوں کی طرف سے تشدد

اگرچہ حالیہ سالوں کے دوران دہشت گردی میں کمی واقع ہوئی ہے لیکن پاکستان انتہا پسند گروپوں مثلاً″ پاکستانی طالبان اور لشکر جھنگوی کا مرکز رہا ہے۔ غیر مسلموں کے علاوہ یہ گروپ اکثراوقات شیعہ اور صوفی مسلمانوں کو قتل کرتے ہیں۔ مئی 2019 میں لاہورمیں ایک صوفی درگاہ پربم سے حملہ کیا گیاجس میں 10 افراد کو قتل جبکہ 20 کو زخمی کر دیا گیا۔ گزشتہ مہینے کے دوران کوئٹہ کے قریب بم کے حملے میں جس کی ذمہ داری پاکستانی طالبان اوردولت اسلامیہ نے قبول کی تھی ہزارہ شیعہ کے 24 افراد کونشانہ بنایا گیا۔ صوبائی اور مقامی احکام نے محرم کے دوران شیعوں کو اضافی سیکورٹی فراہم کی تھی۔ جولائی میں جب فنانشل ایکشن ٹاسک فورس نے پاکستان کو "گرے" لسٹ میں ڈالا تو احکام نے انتہا پسندوں کے خلاف مروجہ قوانین کا سخت استعمال کرتے ہوئے حافظ سعید کو لشکرطیبہ کو مدد فراہم کرنے کی وجہ سےگرفتار کر لیا۔ فروری 2020 کو انسداد دہشت گردی کی ایک عدالت نے ان کو دہشت گردوں کی مالی معاونت کرنے کے جرم میں سزا سنائی۔

مثبت تبدیلیاں:

سال 2019 میں چند ایک مثبت تبدیلیاں بھی رونما ہوئی ہیں مثال کے طور پرانڈیا کے ساتھ کرتارپور راہداری کا کھولا جانا جس سے سکھ یاتریوں کو پاکستان کے اندر پنجاب میں موجود گردوارہ دربار صاحب کی زیارت کی اجازت دی گئی ہے؛ وزیر اعظم عمران خان کی طرف سے پہلی سکھ یونیورسٹی کا سنگ بنیاد رکھنا؛ اور سیالکوٹ میں ایک ہندو مندرکودوبارہ سے کھولنا اور اس کی تزئین و آرائش کرنا شامل ہے۔ جنوری 2019 میں عدالت عظمی نے توعین رسالت کے سلسلہ میں آسیہ بی بی کی بریت کے فیصلے کو برقرار رکھا اور اسی سال بعد میں وہ کینیڈا چلی گئیں۔ ایک احمدی شخص عبدل شکور، جو کہ یو ایس سی آئی ایف آرکے ضمیر کے مذہبی قیدی پراجیکٹ کا حصہ تھا کو 2015 میں آٹھ سال کی سزا سنائے جانے کے بعد مارچ میں جیل سے رہا کیا گیا ۔ اس شخص پر احمدی لٹریچرتقسیم کرنے کے الزامات تھے۔ ستمبر میں عدالت

عظمی نے وجیہہ الحسن کو رہا کیا جس نےتوعین رسالت کے جھوٹے الزامات کے تحت 18 سال کا عرصہ جیل میں گزارا تھا۔ حکومت نے مذہبی اقلیتوں کے خلاف امتیازی قسم کےتعلیمی مواد کے مندرجات کو روکنے کے لیے اقدامات ل اٹھائے ہیں جن میں اس سے قبل نیشنل ایکشن پلان 2015 کے تحت صوبائی حکومتوں کی طرف سے مدرسوں کو جامع انداز میں رجسٹرڈ کرنے میں ناکام ہونے کے باوجوداپریل کے مہینے میں حکومت کی طرف سے یہ اعلان کرنا شامل ہے کہ مذہبی انتہا پسندی کو روکنے کے لیے 30,000 مدرسوں کو حکومتی کنٹرول میں لیا جائے گا۔ حکومت نے سال 2019 میں یہ اعلان بھی کیا کہ سال 2021 سے قومی سطح پرایک مشترکہ نصاب نافذ کیا جائے گا۔

بنیادی امریکی پالیسی

سال 2019 کے دوران خاص طور پرافغانستان میں قیام امن کے سلسلہ میں پاکستان امریکی سلامتی کے مفادات کا کلیدی حصے دار رہا ہے۔ اس پیش رفت کے باوجود چند ایک دہشت گرد گروپوں خاص طور پر حقانی نیٹ ورک کے خلاف کاروائی کرنے سے عدم رضامندی کی وجہ سے، صدر ڈونالڈ جے۔ ٹرمپ نے 2018 میں پاکستان کے لیے فوجی امداد معطل کی، سال 2019 میں دو طرفہ تعلقات میں اس وقت بہتری آئی جب وزیر اعظم عمران خان نے جولائی میں امریکہ کا پہلا دورہ کیا اور امریکی حکومت نے پاکستان سے طالبان کے ساتھ بات چیت کرنے کے لیے مدد کی درخواست کی۔ اس پیش رفت کے باوجود امریکی اہلکاروں نے مذہبی آزادی کی خلاف ورزیوں کے بارے میں خدشات کا اظہار کیا۔ فروری میں بین الاقوامی مذہبی آزادی کے بارے میں امریکی ایلچی سموئیل ڈی براؤن بیک نے پاکستانی اہلکاروں کے ساتھ ملاقات کرنے کے لیے اسلام آباد کا دورہ کیا تاکہ مذہبی آزادی کا رخ مثبت تبدیلی کی سمت میں موڑا جا سکے۔ امریکی حکومت کے ایک اعلی عہدیدار نے بھی دوسری مذہبی آزادی کے بارے میں پیشگی میٹنگ کے دوران پاکستان کی طرف سے مذہبی آزادی کی خلاف ورزیوں پر روشنی ڈالی جبکہ صدر ٹرمپ نے وائٹ ہاؤس میں عبدل شکور کے ساتھ ملاقات کی۔ جنوب اور مرکزی ایشیائی معاملات کے بارے میں قائم مقام وزیر خارجہ ایلیس جی ویلزنے اکتوبر میں ایشیا، بحرالکاہل اور عدم پھلاؤ سے متعلق بیرونی معاملات کی ذیلی کمیٹی کی سماعت کے دوران ان مسائل کے بارے میں مزید تفصیل پیش کی۔ 18 دسمبرکو محکمہ داخلہ نے پاکستان کوآئی آر ایف کے کے تحت ازسر نو سی پی سی نامزد کیا، لیکن ایک بار پھر کسی بھی طرح کی متعلقہ پابندیوں کے بارے میں دستبرداری کا حکم نامہ جاری کر دیا جو کہ "امریکہ کے اہم قومی مفاد میں ضروری " خیال کیا گیا۔